حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع الیدین کی صحیح بخاری کی حدیث پر زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین کی طرف سے پیش کیئے جانے والے اشکالات کا تحقیقی جائزہ

"حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، وَحَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرْنَا صَلاَةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلاَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلاَ قَابِضِهِمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ"۔ "ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے خالد سے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا (دوسری سند) اور کہا کہ مجھ

سے لیث نے بیان کیا، اور ان سے یزید بن ابی حبیب اور یزید بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر ہونے لگا تو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے، جب آپ رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور پیٹھ کو جھکا دیتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جاتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلے ہوئے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے۔ پاؤں کی انگلیوں کے منہ قبلہ کی طرف رکھتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے بائیں پاؤں کو آگے کر لیتے اور دائیں کو کھڑا کر دیتے پھر مقعد پر بیٹھتے"۔ (صحیح البخاری: کتاب الأذان، باب سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ، جلد نمبر ۱، رقم الحدیث ۸۲۸)

مندرجہ بالا حدیث کی سند و متن کی تحقیق کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے کیونکہ یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے جس کو خود غیر مقلدین حضرات قرآن کے بعد اصح الکتب کا درجہ دیتے ہیں۔ یہ حدیث جلیل القدر صحابی رسول حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں آپؓ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نماز کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے صرف تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں باقی کسی مقام پر رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا افضل ہے۔

زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین کی طرف سے پیش کیئے جانے والے اشکالات کا تحقیقی جائزہ اور ان کے مدلل جوابات

اشکال نمبر ۱: مذکورہ حدیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہ ان مقامات پر رفع الیدین نہیں کرنا چاہئے اور نہ محدثین میں سے کسی نے اس حدیث کو پیش کر کے رفع یدین کو منسوخ یا متروک کہا ہے۔ محدثین کرام نے جتنا روایات کو سمجھا ہے اتنا شاید ہی آج کوئی سمجھ سکے۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۳۳)

جواب نمبر ۱: زبیر علی زئی صاحب کا پہلا اشکال پڑھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ موصوف کے پاس نہ تو اپنے مؤقف کے دفاع میں کوئی مستند دلیل ہے اور نہ ہی اس کی تائید میں کوئی معقول وجہ ہے جس سے وہ اپنے مؤقف کو صحیح ثابت کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ زئی صاحب مذکورہ حدیث میں ایسا لفظ تلاش کر رہے ہیں جس سے ان مقامات پر رفع یدین نہ کرنے کا حکم ملتا ہو۔ شاید موصوف اس بات سے بھی لاعلم ہیں یا لاعلمی کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اگر حدیث میں کسی ایک مقام پر کوئی عمل کیا جارہا ہو اور وہی عمل دوسرے مقامات پر نہیں کیا جارہا ہو تو یقیناً یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس مقام پر یہ عمل کیا جارہا ہے وہیں کرنا چاہیے اور بقیہ مقامات پر نہیں کرنا چاہئے۔

رہا سوال اس بات کا کہ محدثین میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے رفع یدین کو منسوخ یا متروک قرار نہیں دیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کیونکہ اس حدیث میں تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات پر رفع یدین نہ کرنے کا حکم نہیں ملتا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک عمل سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے دورانِ نماز تکبیر تحریمہ کا رفع یدین تو کیا لیکن دوسرے مقامات پر رفع یدین نہیں کیا لہٰذا محدثین کرامؒ نے اس حدیث سے منسوخیت کی دلیل نہیں لی۔ دوسری بات یہ کہ محدثین کے پاس رفع یدین کی منسوخیت پر اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے رفع یدین کا منسوخ و متروک ہونا ثابت ہوتا ہے، لہٰذا انہوں نے دوسری احادیث کو اس حدیث پر ترجیح دی جن میں تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات پر رفع یدین کرنے سے منع کرنے کا واضح حکم ملتا ہے۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث میں تکبیر اولیٰ کے رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات پر رفع یدین نہ ہونا رفع یدین کی منسوخیت پر پیش کی جانے والی دوسری احادیث کی زبردست تائید ہے۔

اشکال نمبر ۲: حافظ ابن حبانؒ کے نزدیک وہ شخص جاہل ہے جو اس حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرتا ہے۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۳۴)

جواب نمبر ۲: زبیر علی زئی صاحب کی کتابوں اور رسالوں کے مطالعہ سے یہ بات تو کھل کر سامنے آگئی کہ یہ جو تمام غیر مقلدین حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک دلیل شرعی تین ہیں۔ قرآن و حدیث اور اجماع۔ یہ دعویٰ ۱۰۰ فیصد غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ کیونکہ زبیر علی زئی صاحب نے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے جگہ جگہ آئمہ کرامؒ کے بلا دلیل اقوال کا سہارا لیا ہے، اور بقول آپ اور آپ کے فرقے کے بلا دلیل بات ماننا تقلید ہے اور آپ

اور آپ کے فرقے کے نزدیک تقلید حرام ہے۔ آپ کے پاس اس بات کی دلیل کیا ہے کہ حافظ ابن حبانؒ کی بات درست ہے؟ زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین سے گزارش ہے کہ اگر رفع یدین کے مسئلے پر کسی محدث امام کے بلا دلیل قول کی پیروی کرنی ہے تو ان آئمہ کرامؒ کے اقوال کی پیروی کریں جن کی صداقت و ثقاہت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے جیسا کہ:

"وَلَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي دَاوُد، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُس، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: مَا رَأَيْت فَقِيهًا قَطُّ يَفْعَلُهُ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى"۔ "ابن ابی داوُدؒ نے احمد بن یونسؒ سے انھوں نے امام ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ میں نے کسی عالم فقیہ کو کبھی تکبیر افتتاح کے علاوہ رفع یدین کرتے نہیں پایا"۔ (المعانی الآثار للطحاوی: ج۱، ص۲۲۸)

"فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ وَالْإِحْرَامِ قَالَ: وَقَالَ مَالِكٌ: لَا أَعْرِفُ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي شَيْءٍ مِنْ تَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لَا فِي خَفْضٍ وَلَا فِي رَفْعٍ إلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ شَيْئًا خَفِيفًا وَالْمَرْأَةُ فِي ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ، قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ: وَكَانَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ مَالِكٍ ضَعِيفًا إلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ"۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت"، امام مالک کے صاحب و شاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ "امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں"۔ (المدونۃ الکبری للامام مالک: ج۱، ص۱۶۵– دار الفکر بیروت)

اشکال نمبر۳: حافظ زبیر علی زئی نے لکھا ہے: "بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ راوی ایک روایت بیان کرتا ہے، اس کے بعض شاگرد اسے مکمل مطول اور بعض شاگرد مختصر و ملخص بیان کرتے ہیں"۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۳۵)

جواب نمبر۳: تعجب کی بات ہے کہ زبیر علی زئی صاحب کو یہ قاعدہ کلیہ ترکِ رفع یدین والی احادیث کے متعلق تو یاد رہتا ہے لیکن سجدوں کے رفع یدین کے بارے میں موصوف یہ قاعدہ کلیہ بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ جن صحابہ کرامؓ سے رکوع کے رفع یدین کی احادیث مروی ہیں ان تمام صحابہ کرامؓ سے سجدوں کے رفع یدین کی احادیث بھی مروی

ہیں تو وہاں انہیں یہ بات یاد نہیں رہتی کہ بعض شاگرد جنہوں نے صرف رکوع کے رفع یدین کا ذکر کیا ہے وہ مختصر و ملحض بیان کیا ہے اور جن شاگردوں نے رکوع کے ساتھ سجدوں کے رفع یدین کا بھی ذکر کیا ہے، انہوں نے مکمل مطول بیان کیا ہے۔

اشکال نمبر ۴: آل دیوبند کی عجیب حالت ہے کہ سیدنا ابو حمیدؓ کی صحیح بخاری والی حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے رفع یدین کو متروک و منسوخ کہتے ہیں۔ البتہ ہم یہی کہیں گے کہ آپ کی بیان کردہ / نقل کردہ حدیث میں رفع یدین کا زیادہ سے زیادہ عدم ذکر تو ہے اور عدم ذکر کا عدم شئ کو مستلزم نہ ہونا بین الفریقین مسلمہ کا قاعدہ کلیہ ہے، اگر اس اصول کا انکار کیا جائے، اسے تسلیم نہ کیا جائے تو یہ بہت بڑے فتنہ کا سبب بن سکتا ہے۔(ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۴۴،۴۵)

جواب نمبر ۴: غیر مقلدین حضرات کی عجیب حالت ہے کہ انہیں سیدنا ابو حمید ساعدیؓ کی صحیح بخاری والی حدیث میں رکوع کے رفع یدین کا ذکر نہ ہونے پر یہ قاعدہ کلیہ یاد رہتا ہے کہ عدم ذکر عدم شئ کو مستلزم نہیں لیکن اثبات رفع یدین کی صحیح بخاری و مسلم والی احادیث میں سجدوں کے رفع یدین کا ذکر نہ ہونے پر یہ قاعدہ کلیہ یاد نہیں رہتا۔ لہٰذا ہم بھی یہی کہیں گے کہ آپ کی بیان کردہ / نقل کردہ اثبات رفع یدین والی احادیث میں سجدوں کی رفع یدین کا زیادہ سے زیادہ عدم ذکر ہی تو ہے تو پھر آپ سجدوں میں رفع یدین کرنا کیوں ناپسند فرماتے ہیں؟ اس لئے زبیر علی زئی صاحب اور ان کے متبعین سے درخواست ہے کہ پہلے خود اس قاعدہ کلیہ پر عمل کر کے دکھائیں پھر ہمیں اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ آل دیوبند کا استدلال اس قاعدہ کے خلاف نہیں، اس لئے کہ اصول یہ ہے کہ:

"ولکن السکوت فی معرض الحاجة إلی البیان بیان"۔ وہ مقام جہاں ایک شے کو بیان کرنا چاہیے، وہاں اس کے بیان کو چھوڑنے کا مطلب اس شے کا عدم بیان کرنا ہوتا ہے۔(مرعاۃ المصابیح لعبید اللہ المبارکپوری: ج ۳، ص ۳۸۵؛ روح المعانی: ج ۱۸، ص ۷)

مندرجہ بالا حدیث میں حضرت ابو حمید ساعدیؓ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اس نقشہ کو بیان فرمارہے ہیں جو دیکھنے سے نظر آتا ہے، کمافی الحدیث "رایتہ" (یعنی میں نے انھیں دیکھا)۔ اگر آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو رفع یدین عندالرکوع وبعدالرکوع کرتے دیکھا ہوتا تو ضرور بیان فرماتے جیسا کہ تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کو بیان فرمایا۔

اشکال نمبر ۵: اس حدیث میں نماز کے اور بھی بہت سے اراکین کا ذکر نہیں ہے مثلاً: قبلہ رخ ہونا، ہاتھ باندھنا، رکوع، قومہ اور سجدوں میں کیا پڑھا جائے، دوسرے سجدے کا، جلسہ میں بیٹھنے کا اوراسی طرح اس حدیث میں سجدے کے وقت ناک کو زمین پر رکھنے اور تشہد کے وقت انگلی سے اشارہ کرنے کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے تو کیا یہ تمام اراکین بھی رفع یدین کی طرح منسوخ ہوگئے؟ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۳۵-۴۵)

جواب نمبر ۵: زبیر علی زئی صاحب کے بچکانہ و احمقانہ اعتراضات پڑھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ موصوف کا علمی معیار کیا ہے۔ ایسے ناقص العقل اعتراضات تو علم حدیث کا ایک ادنا طالب علم بھی نہیں کریگا جو موصوف نے اپنے مؤقف کے دفاع میں کیئے ہیں۔ یہ بات تو ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ "نماز میں قبلہ رخ ہونا، ہاتھ باندھنا، رکوع، قومہ اور سجدوں میں کیا پڑھنا، دوسرے سجدے، جلسہ میں بیٹھنا، سجدے کے وقت ناک کو زمین پر رکھنا اور تشہد کے وقت انگلی سے اشارہ کرنا" یہ سب نماز کے وہ افعال ہیں جن پر ابتداءِ اسلام سے لیکر آج تک کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک عمل کو منسوخ قرار دیا ہے اور کوئی ایک ضعیف یا موضوع روایت بھی نہیں ملتی جس میں ان افعال کے منسوخ ہونے کا ذکر ملتا ہو، پھر کوئی احمق ہی ہوگا جو حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث میں ان افعال کا ذکر نہ پاکر ان کے منسوخ ہونے کا سوال کرے۔ جبکہ ترکِ رفع الیدین عندالرکوع وبعدالرکوع کی منسوخیت پر ابتداءِ اسلام سے لیکر آج تک صحابہ کرامؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ، آئمہ مجتہدین و محدثین سمیت امت مسلمہ کا سب سے بڑا گروہ عمل پیرا رہا ہے اوراس کی منسوخیت پر کتب احادیث کی تمام کتابوں میں سینکڑوں صحیح وضعیف احادیث رقم ہیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث میں رفع یدین کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہوتا تو عدم ذکر کا جواز بنتا تھا۔ لیکن اس حدیث میں تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کا ذکر موجود ہے پر رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت کیئے جانے والے رفع یدین کا ذکر موجود نہیں ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت ابو حمید ساعدیؓ

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز بیان کرتے ہوئے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین سمیت رکوع کرتے ہوئے گھٹنوں کو پوری طرح پکڑنے اور پیٹھ کو جھکا دینے کا ذکر تو کرتے ہیں، رکوع سے سر اٹھانے پر سیدھے کھڑے ہو جانے حتیٰ کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جانے کا بھی ذکر کرتے ہیں لیکن رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تکبیر تحریمہ کا رفع یدین کرنا اور رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا آخری عمل ترکِ رفع یدین ہی تھا۔

اشکال نمبر ٦: سیدنا ابو حمید ساعدیؓ کی صحیح حدیث سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ میں بھی موجود ہے جس میں ان چار مقامات پر رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ٦٧، صفحہ نمبر ٣٧)

جواب نمبر ٦: زبیر علی زئی صاحب کا حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی صحیح بخاری والی حدیث کے مقابلے میں سنن ابی داؤد کی ایک ضعیف حدیث پیش کرنا اور اسے صحیح قرار دینا سراسر جھوٹ اور عام مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے مروی اثبات رفع یدین کی حدیث کی سند منقطع، مضطرب اور ضعیف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

١۔ یہ روایت مضطرب ہے کیونکہ ابو داؤد میں اس کی سند یوں ہے۔ "حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، - وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ قَالَ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ"۔ (سنن ابی داؤد: باب افتتاح الصلاۃ، ج ١، ص ١٠٦)

اور امام بیہقیؒ نے اس کی سند یوں نقل کی ہے۔ "أَخْبَرَنَاهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ بِبَغْدَادَ ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّفِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ"۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی: ج ٢، ص ١٠٥)

امام بیہقیؒ نے اسے ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا ہے جس کی سند یوں نقل کی ہے۔ ''أَخْبَرَنَاهُ أَبُو حَازِمٍ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو أَحْمَدَ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: ثنا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، ثنا فُلَيْحٌ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: اجْتَمَعَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَأَبُو حُمَيْدٍ، وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ''۔(سنن الکبریٰ للبیہقی:ج۲،ص۱۰۶)

۲۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ:''قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَإِنَّهُمْ يُضَعِّفُونَ عَبْدَ الْحَمِيدِ، فَلاَ يُقِيمُونَ بِهِ حُجَّةً، فَكَيْفَ يَحْتَجُّونَ بِهِ فِي مِثْلِ هَذَا۔ وَمَعَ ذَلِكَ فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ لَمْ يَسْمَعْ ذَلِكَ الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي حُمَيْدٍ، وَلاَ مِمَّنْ ذُكِرَ مَعَهُ فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ مَجْهُولٌ، قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ عَنْهُ، "عَنْ رَجُلٍ"، وَأَنَا ذَاكِرٌ ذَلِكَ فِي بَابِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلاَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ وَحَدِيثُ أَبِي عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هَذَا، فَفِيهِ "فَقَالُوا جَمِيعًا صَدَقْتَ" فَلَيْسَ يَقُولُ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ''۔''عبد الحمید ابن جعفر کو جب وہ خود ضعیف قرار دیتے ہیں اور اس سے احتجاج نہیں کرتے تو پھر اس کی حدیث سے کس طرح حجت پکڑتے ہیں۔ اس کی روایت سے استدلال اس موقع پر کیوں درست ہو گا۔ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع خود حضرت ابو حمید ساعدی سے ثابت نہیں ہے، باب صفۃ الجلوس میں یہی سند مذکور ہے اس میں محمد بن عمرو بن عطاء کے بعد عطاف بن خالد نے 'عن رجل' کہہ کر تذکرہ کیا ہے تو یہ مجہول راوی کی روایت غیر معتبر ہے''۔ عبد الحمید جعفر کے کئی شاگرد ہیں: ا۔ ابو عاصم، ۲۔ یحیٰ بن سعید بن قطان، ۳۔ ہشیم بن بشیر وغیرہ۔ ''ابو عاصم کی اس مذکورۃ الصدر روایت میں تو 'فقالوا جمیعا صدقت' کے الفاظ ہیں جبکہ دیگر شاگردوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا معلوم ہوتا ہے، یہ ان کا اضافہ ہے''۔(شرح المعانی الآثار:ج۱،ص۲۲۷-۲۲۸)

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منقطع ہے۔(کتاب العلل لابن ابی حاتم:ج۱،ص۱۶۳)

۳۔ابو داؤد کی حدیث کا ایک راوی عبد الحمید بن جعفر ہے جو ضعیف، خطاکار اور قدری ہے جس کے بارے میں محدثین کرامؒ فرماتے ہیں:

اَ. حافظ ابن حجرؒ جرح تعدیل کے سب سے بڑے امام یحیٰ بن سعید القطانؒ کی جرح کچھ اس طرح نقل کرتے ہیں: ''ونقل عباس عن ابن معین، قال: کان یحی بن سعید یضعف عبدالحمیدبن جعفر، وقدروی

عنہ"۔ "امام الجرح والتعدیل حضرت یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس (عبدالحمید بن جعفر) سے روایت بھی لیتے تھے تو ابن معینؒ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ القطانؒ اس سے روایت بھی لیتے تھے اور ساتھ ہی اس کی تضعیف بھی کرتے تھے اور یہ تقدیر کا منکر تھا"۔ (تہذیب التہذیب: ج۳، ص۴۷۴)

ب. امام نسائیؒ فرماتے ہیں: "لیس بالقوی"۔ "عبدالحمید بن جعفر مضبوط نہیں ہے"۔ (کتاب ضعفاء بحوالہ تہذیب التہذیب: ج۳، ص۴۷۴)

ت. امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: "لا یحتج بہ"۔ "اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی"۔ (میزان الاعتدال: ج۴، ص۲۴۷)

ث. امام سفیان الثوریؒ بھی اس کی تضعیف کرتے تھے۔ "وکان الثوری یضعفہ"۔ (میزان الاعتدال: ج۴، ص۲۴۷) (تہذیب التہذیب: ج۳، ص۴۷۴)

ج. امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ: "وقال ابن حبان ربما اخطاء"۔ "اس نے اکثر اوقات خطا کی ہے"۔ (تہذیب التہذیب: ج۳، ص۴۷۴)

ح. امام ترمذیؒ نے بھی اس کی ایک روایت کو غیر اصح قرار دیا ہے۔ (سنن ترمذی: ج۲، ص۱۴۰، سورۃ حجر)

خ. شرح المعانی الآثار، ج۱، ص۲۲۸-۲۲۷ میں خود امام طحاویؒ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

د. حافظ ابن القیم الجوزی حنبلیؒ اس کی ایک حدیث کا جواب یوں دیتے ہیں: "امام یحییٰ بن سعیدؒ اور امام ثوریؒ نے عبدالحمید بن جعفر کو ضعیف قرار دیا ہے"۔

ذ. امام شوکانیؒ غیر مقلد عبدالحمید بن جعفر کی ایک روایت بارے یوں لکھتے ہیں: "ابن المنذر نے فرمایا اس راوی کو محدثین کرامؒ مضبوط قرار نہیں دیتے اور اس سند میں کلام ہے"۔

ر. علامہ امیر یمانی غیر مقلد لکھتے ہیں: "حضرت ابو حمیدؓ کی حدیث جو بخاری کی روایت سے گزر چکی ہے اس میں رفع یدین تکبیر احرام کے سوا اور کہیں نہیں ہے لیکن ابو داؤد کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور اس میں تین مقامات میں رفع الیدین کا ذکر ہے"۔ (سبل السلام: ج۱، ص۱۰۵)

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے ابو حمید الساعدیؓ کی مذکورہ بالا روایت ذکر کی ہے مگر رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰۃ کے علاوہ کسی اور مقام کے رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ رفع الیدین کا بیان بخاریؒ میں اس لیے نہیں ہے کہ وہاں راوی عبد الحمید بن جعفر نہیں ہے اور چونکہ ابو داؤد میں عبد الحمید بن جعفر ہے اس لیے اس نے بطور خطاء رفع الیدین کا ذکر کر دیا ہے۔ اگرچہ کچھ محدثین کرام نے عبد الحمید بن جعفر کی توثیق بھی کر رکھی ہے۔ لیکن اگر ابو داؤد کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر صحیح ہوتا تو امام بخاریؒ اسے صحیح البخاری میں بیان کرنے سے ہر گز نہ چُوکتے کیونکہ انہوں نے جزء رفع الیدین میں ہر قسم کی رطب و یابس روایات کی بھرتی کی ہے لیکن ابو داؤد کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر ہونے کے باوجود امام بخاریؒ نے اسے اپنی صحیح میں رقم نہیں کیا جو اس کے ضعیف ہونے کی واضح دلیل ہے۔ نیز یہ روایت سنداً ومتناً مضطرب بھی ہے اور منقطع بھی کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابو قتادہ سے ثابت نہیں ہے۔

زبیر علی زئی صاحب اپنے رسالے ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۲۳، صفحہ نمبر ۹ پر لکھتے ہیں: ''امام بخاری کے شاگرد امام مسلم رحمہ اللہ نے آپ کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا: آپ سے صرف حسد کرنے والا شخص ہی بغض کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔ شیخ الاسلام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے فرمایا: میں نے آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل البخاری سے زیادہ بڑا حدیث کا عالم نہیں دیکھا''۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۲۳، صفحہ نمبر ۹)

تعجب کی بات ہے کہ امام بخاریؒ کو حدیث کا سب سے بڑا عالم کہنے اور سمجھنے والے آج ان کی بیان کردہ حدیث چھوڑ کر ان کے مقابلے میں دوسرے امام کی بیان کردہ حدیث کو ترجیح دینے لگے؟ ویسے تو غیر مقلدین حضرات صبح شام بخاری بخاری کی رٹ لگائے رہتے ہیں لیکن جب بخاری سے ان کے موٴقف کا رد پیش کیا جاتا ہے تو انہیں بخار چڑھ جاتا ہے اور فوراً بخاری چھوڑ کر دوسری کتابوں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور ایسی حدیث کو بخاری کی حدیث کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں جس کی سند مضطرب اور منقطع ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہے۔

اشکال نمبر ۷: سیدنا ابو حمید ساعدیؓ کی رفع یدین والی حدیث درج ذیل علماء کے نزدیک صحیح ہے۔ (۱) ترمذی (۲) ابن خزیمہ (۳) ابن حبان (۴) بخاری (۵) ابن الجارود (۶) عبد الحق اشبیلی (۷) خطابی (۸) نووی (۹) ابن تیمیہ اور (۱۰) ابن القیم رحمہم اللہ اجمعین۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۳۷)

جواب نمبر۷: زبیر علی زئی صاحب نے کل ۱۰ محدثین کے نام تحریر کرکے سیدنا ابوحمید ساعدیؓ سے مروی ابوداؤد کی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جن میں امام بخاریؒ کا نام بھی درج ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ حدیث امام بخاریؒ کے نزدیک صحیح تھی تو پھر امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں کیوں نہیں لیا؟ اس کی وجہ یہی ہے جو اوپر بیان کی جاچکی ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں تھی ورنہ اس حدیث کو چھوڑ کر ترک رفع یدین والی حدیث اپنی صحیح میں رقم نہ کرتے۔

زبیر علی زئی صاحب نے ان ۱۰ ناموں میں ابن حبانؒ کا نام بھی شامل کیا ہے جبکہ ابن حبانؒ خود اس حدیث کے راوی عبدالحمید بن جعفر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "وقال ابن حبان ربما اخطاء"۔ "اس نے اکثر اوقات خطا کی ہے"۔ (تہذیب التہذیب: ج۳، ص ۴۷۴)

دوسری بات یہ کہ لگتا ہے زئی صاحب کے لئے کسی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کل ۱۰ محدثین کی توثیق کافی ہے۔ اگر زئی صاحب کا کسی حدیث کی قبولیت کا معیار یہی ہے تو پھر ہم ترکِ رفع یدین کی ہر حدیث پر کل دس محدثین کی توثیق پیش کئے دیتے ہیں اور آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ انہیں بھی قبول فرمائیں۔ دیدہ باید!

زبیر علی زئی صاحب کی یہ عادت تھی کہ موصوف اپنے مسلک کی حمایت میں جانے والی حدیث کے کمزور ترین اور متروک الحدیث راوی (جیسے عبدالحمید بن جعفر، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، محمد بن اسحاق بن یسار، عیسیٰ ابن جاریہ) پر ۵، ۷ افراد کی توثیق پیش کرکے انہیں جمہور کا نام دیکر ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے اور اپنے مسلک کی مخالفت میں جانے والی حدیث کے ثقہ تابعی راوی (جیسے ابراہیم نخعیؒ اور سفیان ثوریؒ) پر مدلس ہونے کا الزام لگا کر ۵، ۷ افراد کی مبہم جرحیں پیش کرکے انہیں جمہور کا نام دیکر ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اللہ پاک ایسے علماءِ سُو کو ہدایت نصیب فرمائے اور امت مسلمہ کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

اشکال نمبر۸: امجد سعید دیوبندی کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا ابوحمید ساعدیؓ کی رفع یدین والی حدیث کو "حسن" بھی کہا ہے اور صحیح بھی کہا ہے۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۳۷)

جواب نمبر۸: زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی ترکِ رفع یدین والی حدیث کو "حسن" بھی کہا ہے اور صحیح بھی کہا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ بہت

سارے صحابہ کرامؓ و تابعینؒ میں اہل علم کا اور اہل کوفہ کا اس حدیث پر عمل تھا۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ آپ امام ترمذیؒ کی یہ بات قبول کرلیں تو پھر ہم بھی آپ کی بات قبول کرلیں گے۔

اشکال نمبر۹: نیز سیدنا ابو حمید ساعدیؓ کی صحیح بخاری والی روایت پر آل دیوبند خود بھی عمل نہیں کرتے کیونکہ اس حدیث میں درمیانی اور آخری تشہد میں بیٹھنے کا فرق مذکور ہے۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ ۶۷، صفحہ نمبر ۴۱)

جواب نمبر۹: زبیر علی زئی صاحب نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ ایسا سوال کیا جائے جس سے موضوع ہی تبدیل ہو جائے تاکہ انہیں راہِ فرار اختیار کرنے میں آسانی ہو لیکن شاید موصوف اس بات سے لاعلم تھے کہ ہم انہیں یہاں بھی منہ مانگا اور تسلی بخش جواب دینگے (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

درمیانی اور آخری تشہد میں بیٹھنے پر فقہاء کرامؒ کا اختلاف ہے جس کا سبب اس باب میں وارد مختلف احادیث ہیں۔ چنانچہ بعض فقہاء نے کہا کہ بائیں پاؤں کو بچھائے گا اور اس پر بیٹھے گا، اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرے گا۔ امام شافعیؒ اور ایک جماعت نے کہا: کہ دو رکعت والی نماز میں تشہد کے بیٹھنے میں تورک کرے گا یعنی سرین کے بل تورک کی حالت میں بیٹھے گا، خواہ وہ فرض ہو جیسے کہ صبح کی نماز یا نفل نماز، اس لئے کہ یہ قعدہ نماز کی آخری رکعت میں ہے۔ اور بعض فقہاء نے بائیں پاؤں کے بچھانے اور دائیں پاؤں کے کھڑا کرنے کی احادیث کو رباعی اور ثلاثی نماز کے پہلے تشہد پر اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے پر محمول کیا ہے، تاکہ دلائل کے درمیان مطابقت ہو جائے، لیکن حدیث کے ظاہری مفہوم کی وجہ سے پہلی بات راجح ہے۔

کیونکہ اس باب میں دونوں طرف صحیح احادیث موجود ہیں لہٰذا دونوں پر عمل کرنا جائز ہے لیکن احناف کا عمل پہلی بات پر ہے کیونکہ یہ راجح ہے۔ احناف کے اس عمل کی تائید مملکت سعودی عرب علمی تحقیقات اور فتاویٰ جات کی دائمی کمیٹی کے صدر عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور ممبر عبداللہ بن قعود کے فتویٰ نمبر ۲۲۳۲ سے پیش خدمت ہے۔